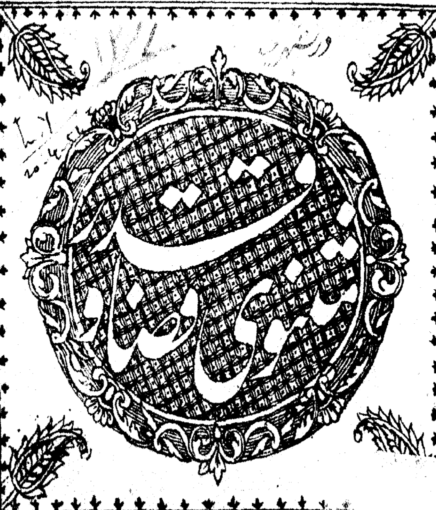
امداد خدائے سبحان جل و علا جہان کی توفیق سے

کاتب تقدیر یاور تقدیر صاحب تدبیر کی نظم کہانی فصاحت و بلاغت جیسی ترکیب
بلندی مضامین مین لاثانی سے کلام دل آویز عبرت افزا سے



مرحب پیرایہ منزل بلاغت گستری مہر اوج سخن پروری فلک سخنوری کے
بدر منیر مثنوی گوئی مین بی نظیر عروض دانی مین یکتای نامی سید غلام حسنین قدر بلگرامی

مطبع شعلۂ طور کانپور مین بتحسین طبع ہوئی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

طرۂ دستار کلام کریم
ہی وہ رحیم اور سمیع و بصیر
خاک سے آدم کو کیا اوسنے پاک
خاک کیا خاک سے پہر گل کیا
عضو ہوے جمع بنا آدمی
خاک ہی کو نور پیمبر دیا
آئینۂ قدرت رب قدیر
رب سے نہتے حق سے کوئی دم جدا
وصل یہہ تہا سایکو چارہ نہ تہا
سایہ صفت ساتہ علی کا رہا
جسم نبی جسم علی ایک تہا
تہے وہ پیمبر یہہ امام ہدا

بسم اللہ الرحمن الرحیم
مالک و جبار و حکیم و قدیر
نور سے بہتر ہوئی حوا کی خاک
گل سے ہراک عضو کو کامل کیا

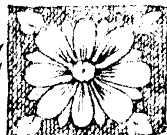
احمد مختار بشیر و نذیر
سایہ نہ مرئی تہا مثال خدا
خالق و احمد مین گذارہ نہ تہا
لحمک لحمی احمد نے کہا
خون علی خون نبی ایک تہا
اون پہ درود ان پہ سلام خدا



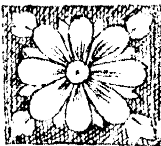
باعث نظم



جمع تھے اک دن احباب و یار ۔ صاحب عز و شرف و ذی وقار
بزم میں ہر ایک تھا رنگین بیان ۔ نطق میں گل ریز تھی شاخ زبان
جلسے میں ہر ایک نے اک داستان ۔ چھیڑ رہا تھا نئی اک داستان
ایک تو کہتا تھا کہ تقدیر خوب ۔ دوسرے کا قول تھا تدبیر خوب
اون میں سے اک شاعر شیریں کلام ۔ جن کے سخن کی ہی بڑی دھوم دھام
کہنے لگے مجھسے وہ ذی فہم و عقل ۔ یاد ہی اک قدر مجھے ایک نقل
ہی وہ صدف گوہر تقدیر کی ۔ موج ہی سر چشمۂ تدبیر کی
نظم اوسے کر کے سنا دیجیے ۔ آئینہ طوطی کو دکھا دیجیے
ہیں وہ بہت صاحب عقل و تمیز ۔ ہو گئی اونکی مجھے خاطر عزیز
پھر نہ میں خاطر شکنی کر سکا ۔ پھر نہ میں کچھ کم سخنی کر سکا
اس سے نئی نظم میں قصہ لکھا ۔ رکھ دیا تھا جو مرا حصہ لکھا
ہی جو بنا قصے کی تقدیر پر ۔ نام ہی اس قدر قضا و قدر



آغاز داستان امیر و فقیر



آج تو کچھ رنگ جما سا گیا ۔ بادۂ گلرنگ پلا ساقیا
ابر ہی اور فصل بہاری کا زور ۔ ہی یہ خرابات میں مستی و شور
قاضی و زاہد کی پگڑی گرے ۔ ہاتھ میں مستوں کی ہوں دونوں سرے
دور میں جام مئی انگور ہو ۔ قلقل مئی نغمۂ طنبور ہو
قاضی و مفتی کو ذرا چھیڑ کر ۔ سوئے میخانہ کے پٹ بھیڑ کر

نیند نہ آئے تو کہانی کہون — جو جو سنا ہی وہ زبانی کہون
اک طرف اک شہر تھا آراستہ — جلوہ گہ حسن ہر اک راستہ
خوب تھی شہر کی ایک اک دکان — طرفہ عمارات عجائب مکان
شہر کے باشندے سخی و کریم — عاقل و دانا و ظریف و حکیم
رہتا تھا اوس شہر مین اک مالدار — خوب بسر کرتا تھا لیل و نہار
جمع تھا اسباب معیشت تمام — سیکڑون نوکر تھے ہزارون غلام
خرچ کا مطلق اوسے ڈہرکا نہ تھا — رنج یہی تھا کوئی لڑکا نہ تھا
زر ہو نہو زر کا جو والی تو کیا — ہاتھ بہرا گود ہو خالی تو کیا
اوسکی کوئی گود کا پالا نہ تھا — گہر مین کوئی گہر کا اوجالا نہ تھا
دل جگر اس ہونے سے تھے داغ داغ — گہر مین نہ رکہتا تھا وہ گہر کا چراغ
شب کو دعا مانگتے ہوتی سحر — روز کو خیرات مین کرتا بسر
اشک گرے فضل خدا ہو گیا — سینچ دیا نخل ہرا ہو گیا
کی جو بہلائی تو بہلا ہو گیا — صدقہ دیا رد بلا ہو گیا
آئے کو محتاج نہ جانے دیا — اوسنے دیا اوسکو خدانے دیا
نخل سخاوت سے اوسے پہل ملا — زر جو دیا غنچۂ مطلب کہلا
سنتے ہین درویش کوئی آ گیا — جسپہ کہ اوس شخص کا جی آ گیا
مست مے کشف و کرامات تھا — رند قدح نوش مناجات تھا
ناصیے پر نور صباح امید — چاند سا مونہہ چاندنی ریش سپید
ماتھے پہ سجدے کا نشان جلوہ گر — مہر تہی گویا خط تقدیر پر
لب جو کہلے عقدۂ دل وا ہوا — جو جو زبان سے کہا ویسا ہوا
ہاتھ مین تسبیح زبان پر عمل — قطع مگر رشتۂ طول امل
یہ ہی ریاضت مین وہ تہا بیریا — جسم ہوا گہل کے نئے بوریا
مل گیا تہا زہد مین ایسا بدن — رشتۂ تسبیح تہا سارا بدن

دن جو ہوا دن کو وہ صائم رہا / شب جو ہوئی شب کو وہ قائم رہا
تھا الف اللہ کا قد بلند / یون ہی جھکنے مین تھا بند بند
ایک مشبک کفنی دوش پر / جس سے سنوان خاک چھنی دوش پر
مدحت معبود مین تھا تر زبان / ذکر خداوند جہان بر زبان
کعبۂ مقصود رسیدہ فقیر / بیٹھ گیا آگے قریب امیر
آنکھون مین گھر پایا جو ڈالی نظر / دل مین ہوا گھر تو رہا اوسکے گھر
اوسنے کہا آپ کا تکیہ کدہر / بولے کہ تکیہ مرا اللہ پر
نام جو پوچھا تو فدائے خدا / کام جو پوچھا تو رضائے خدا
پھر یہ کہا آج ادہر کس طرف / بولے ہوا حکم خدا جسطرف
جب یہ کہا دست دعا چاہیے / ہنس کے کہا فضل خدا چاہیے
جب یہ کہا یاس ہی اب چار سو / کہنے لگے بھول نہ لاتقنطوا
کہنے لگے پھر کے وہ پھر آہ سرد / ہی عوض لخت جگر دل مین درد
طفل نہین پاتے ہین آغوش مین / طفل سرشک آتے ہین آغوش مین
کہکے یہ دلریش نے رو رو دیا / سنتے ہی درویش نے رو رو دیا
سوی خدا دست دعا اوٹھ گئے / بیٹھ گیا دست دعا اوٹھ گئے
قبلے کو پھر پھر کے مناجات کی / سجدے مین گر گر کے مناجات کی

دعای درویش

ہوش دیے تونے خدایا ہمین / اپنی عبادت کو بنایا ہمین
چاہے تو بے باپ کے پیدا کرے / چاہے تو بے مانکے ہو پیدا کرے
عیسی و حوا ہین یہ دونون گواہ / قادر ہر فعل ہی تو اے الہ
لوح رحم کا ہی تو ہی نقشبند / کھینچتا ہی نقش جو کچھ ہو پسند
خلقت اول مین سلالہ کیا / آب سے اور گل سے اہالا کیا

حکم سے تیرے ہوا میل قرار | نطفے کو ای خالق ہمہ نور و نار
تو نے رحم مین علقہ کر دیا | پھر سے علقے کو وہین مضغہ کیا
مضغے مین رو بیدہ کیے پھر عظام | لحم و یا عظم کو بھر قیام
پھر عصب و پی کو جو پیدا کیا | خلقت آخر کو ہویدا کیا
اسمین کوئی تیرے برابر نہین | ہر کوئی مخلوق ہی تیرا حسین
جانتا ہی غائب و حاضر کو تو | خوشخبری دیتا ہی عاشق کو تو
مردے سے بد تر زکریا ہوے | پایا جو فرزند تو زندا ہوے
یو نہین طلبگار ہی تجھسے امیر | ہی ترے در پر ترے در کا فقیر
شاد تو ای میرے خدا کر اسے | دولت فرزند عطا کر اسے
حسرت اولاد سے ہی دلمین درد | ای مرے رب چھوڑ اسے تو نہ فرد
کیا ہی موثر تھی دعاے خفی | ذکر خفی اور ندا اے خفی
دود دعا ابر سا چھلنے لگا | بحر اثر موج پر آنے لگا
میکدے مین آج بڑی سیر ہے | قدر رکہ ہر جالتے ہو کچھ خیر ہے

پیدا ہونا فرزند امیر کا اور آنا کاتب تقدیر کا

جوش پہ ہی فصل بہار اندنون | کیا ہی چہکتے ہین ہزار اندنون
کالی گھٹا چھائی ہی گلزار پر | کوکتے ہین مور بھی دیوار پر
رعد کا غل ہی کہ خبردار ہو | برق کی چشمک ہی کہ ہشیار ہو
دلمین کھبا جاتا ہی سامان باغ | تنتے اکڑتے ہین جوانان باغ
موج مین ہی باغ کے جو نہر ہی | حوض کے دل مین بھی عجب لہر ہی
باغ سے جاتی نہین اک دم گھٹا | حوض پہ میخوارون کا ہی جمگھٹا
اینڈتے ہین تاک عجب رنگ ہی | عقل فلاطون بھی یہان دنگ ہی
تاکتے ہین رند کھڑے دور سے | آنکھین لڑی رہتی ہین انگور سے

ع ثم جعلناه نطفة في قرار مكين ١٢
ثم جعلنا النطفة علقة فخلقنا العلقة
ع مضغة ١٢ فخلقنا المضغة عظاما فكسونا العظام لحما ١٢
ع ثم انشأناه خلقا آخر ١٢
ع عالم الغيب والشهادة ١٢
ع كما يخبر به جل مجده عن زكريا
قال رب انى يكون لى غلام وقد بلغنى الكبر وامرأتى عاقر قال كذلك الله يفعل ما يشاء ١٢

پیچ ہی ہر بیل مین گیسو کی شکل
شاخین جہکی جاتی ہین ابرو کی شکل

مست خونریز میسر ہوے
میکدے رندون کے لیے گہر ہوے

ہم وہ ہین ساقی جو ترا نام لین
حوض کوثر کا ابہی جام لین

ہوش مین آ ساقی رنگین لباس
دیکھہ ذرا مست کے ہوش و حواس

وہیان اگر جانب میخانہ آئے
صاف ہو خم اور کہین دہبا نہ آئے

آج تو رندون مین یہ گاڑہی چہنی
ناز پری کرتی تہی تر دامنی

رحمت رب ہوگیا ابر سیاہ
پانی پڑا دہو گئے سب گناہ

فصل بہاری مین ہی ہر مست پاک
ابر کی چادر سے بنا دست پاک

دل مین نہان رکہتے ہین بوتل تمام
آنکہہ کے پردے مین چہپاتے ہین جام

قاضی اگر دیکھنے آئے تو کیا
میکدے مین کچھہ بہی نہ پائے تو کیا

یونہین اگر ذلت اوٹہایا کرے
پہر نہ یہ میخانے مین جایا کرے

لاکہہ کہے کوئی نہ اسکی سنے
سر نہ ہلے لاکہہ یہ سر بہی دہنے

لاکہہ یہ جایا کرے افشای راز
کوئی نہ میخانے مین بتلای راز

یہ کہے اور اور کہین اور اور
پیٹ کے ہلکے نہ ہون شیشے کے طور

ہم وہ ہین وہ جام پیے جسگہڑی
عقل فلاطون سے بہی بڑہ گئی

جام سے عالم کی خبر گہر مین ہی
ساغر جمشید بہی یہ جگر مین ہی

آج تو نشے مین یہ سوجہی ترنگ
جام سے کہلجای زمانے کا رنگ

خوب چڑہے نشہ مافی الضمیر
بکنے لگین حال امیر و فقیر

قدر یہی دل مین ارادہ کیا
خوان تکلف کو زیادہ کیا

تم تو یہ کہتے ہو کہ افشا نہ ہو
میری یہی دہن ہی کہ افسانہ ہو

ہی جو فسانہ اوسی دلریش کا
ذکر کرو دعوت درویش کا

دعوت درویش کی تاثیر واہ
جہوٹ جو کہتا ہون تو آئین گواہ

خوب دعاؤنکا بندہا سلسلہ
وہ جو عقیمہ تہی ہوئی حاملہ

قفل مین خازن نے لگائی کلید — دم مین ہوا ایک خزانہ پدید
حاملہ نطفہ شکم زن ہوا — گوہر نایاب کا مخزن ہوا
گھر مین عجب قہقہے ہونے لگے — کھیلین ہونٹون پہ چہچہے ہونے لگے
حمل ترقی پہ جو مائل ہوا — ماہ نہم مین مہ کامل ہوا
سنتے ہین جب نور کا تڑکا ہوا — چودہوین کے چاند سا لڑکا ہوا
نام خدا تیری کریمی کی شان — دیر نہین تو جو ہوا مہربان
چھاؤن عنایت کی جو دکھلا گیا — شاخ شکستہ مین ثمر آ گیا
صدقے ترے اے مرے رب علا — جسنے جو مانگا وہ اوسے دیدیا
کہتے ہین جب باپ کو پہونچی خبر — خوب لٹایا گہر و مال و زر
خمس دیا صدقہ دیا خوش کیا — سجدہ کیا شکر کیا ہنس دیا
دیکھے جمال پسر نامدار — دیکھنے آیا پدر نامدار
گود مین پردے سے نکالا اوسے — پاؤن پہ درویش کے ڈالا اوسے
ڈال چکا قدمون پہ جب دم اسیر — بیٹھ گیا گود مین لیکر فقیر
منہ مین زبان ڈالکے معصوم کے — ہنسنے لگا پیار سے منہ چوم کے
حفظ کی دو چار دعائین پڑہین — خوب اثر دار دعائین پڑہین
حرز پئے گنڈے بہت پڑہ دیے — نقش سے لکھے ہوئے کئی دم کیے
ایک دعا لکھکے عطا کی اوسے — باپ کو پھر دیکے دعا دی اوسے
یہ مہ اقبال سلامت رہے — تا صد و سی سال سلامت رہے
آگے جو گذرا ہی مقدر کا حال — کہتا ہی یون راوی شیرین مقال
ہمنے سنا ہی یہ بہت معتبر — قسمت و روزی عمل خیر و شر
کاتب تقدیر بحکم خدا — ماتھے پہ لکھہ جاتا ہے سبکے جدا
تھی جو بہت ساعت نیک اور سعد — بعد ولادت وہین دم بھر کی بعد
کاتب تقدیر بحکم قدیر — لکھنے چلا جبہۂ طفل صغیر

کشف و کرامات کا دیکھو اثر
وے کھلے درویش نے رگ کا اوسے
خدمت درویش مین آیا ملک
دیکھ مجھے کیا مین فرشتہ نہین
ہی مری مٹھی مین ہر اک نیک و زشت
ہاتھ بنا آئینۂ سرنوشت
حال ملک سنکے یہ بولا فقیر
ٹھہری ہی اس طفل کی تقدیر کیا
اوسنے کہا حکم خدا ہی جو کچھہ
جو جو بتایا ہی بتا سکتے ہین
مفت امانت مین خیانت کرین
تم سے کہین تاکہ کہو سب سے تم
کہنے لگے آپ سن اے رازدار
خلق مین غماز رہین وہ نہین
ہی قسم حضرت ستار عیب
کاش زبان منہ سے نکالے کوئی
جب نہین مضبوط بہت پالیا
حکم خدا ہمکو یہی ہے فقیر
فضل الٰہی سے جو ہو یہ جوان
گھوڑے سے میدان نہ خالی رہے
شاد و فرحناک رہے یہ پسر
گذرے یونہین ابلق لیل و نہار
ختم ہوئی بات بڑہا وہ ملک

حضرت درویش کو آیا نظر
لکھنے نہ پایا تہا کہ ٹوکا اوسے
کہنے لگا کون بتایا ملک
نے مرے قسمت کا نوشتہ نہین
نامۂ تقدیر یہ ہی ہر خط دست
اس سے عیان ہوتا ہی ہر خوب و زشت
اب یہ بتا اے ملک نیک نظیر
ماتھے پہ کر جائیگا تحریر کیا
حرف سر لوح لکھا ہی جو کچھہ
جو جو سنا ہی وہ سنا سکتے ہین
صورت ہاروت قیامت کرین
شاہ جی گر تے تو ہو مطلب سے تم
یہ نہین واللہ ہمارا شعار
اسکی سنین اوسکی کہین وہ نہین
تو جو بتادے ہمین اسرار غیب
راز نہ نکلے وہ زبان سے کبھی
کاتب تقدیر نے بتلا دیا
لکھہ یہ سر چہرۂ طفل امیر
اسپ سبک خیز رہے زیر ران
اسکی کبھی ران نہ خالی رہے
چین سے کٹتی ہی یونہین عمر بھر
گھوڑے سے اوتری تو میان مزار
ہاتھ بڑہے طفل کے لکھدے ملک

رزق لکھا عمر کا نقشا لکھا
اور جو منظور تھا لکھنا لکھا

کام کیا مشکل دکھائی نہ پھر
گرد بھی اوسکی نظر آئی نہ پھر

دوسرے فرزند کا پیدا ہونا اور فرشتے کا ہویدا ہونا

دیر ہوئی دور چلے ساقیا
اور چلے اور چلے ساقیا

ابر ہی چلتی ہی ہوائے بہار
ہو لبِ دریا بطِ مے کا شکار

بادۂ احمر بطِ مے مین بھرو
خون کبوتر بطِ مے مین بھرو

بوتلین سبز اور وہ رنگین شراب
برق چمکتی ہو میان سحاب

رعد کی شورش ہی بہار آئی ہی
مژدۂ گل بادِ صبا لائی ہی

چرخ پہ پونہچا ہی سرِ پیرِ مغان
جھومتا ہی شاد ہی پیرِ مغان

صاحبِ تاثیر ہی کیا بات ہی
بات ہر اک اوسکی کرامات ہی

نشۂ مے مجھے آخر کار آ گیا
پلکین اوٹھین ابر بہار آ گیا

ایک پلک مارنے مین کیا ہوا
عالمِ بالا تہ و بالا ہوا

ہی یہ دعا شکل دعاے فقیر
پیرِ مغان لاکھ فدای فقیر

کہتا ہی اسطرح مرا ہمنفس
بعد ولادت کے جو گذرا برس

پھر وہ عفیفہ ہوئی آبستنی
وضع کی میعاد پہ لڑکا جنی

طفل طرحدار وہ پیدا ہوا
جسکی نظر پڑ گئی شیدا ہوا

زچے مین جب دیکھنے آیا پدر
خدمتِ درویش مین لایا پدر

ہنسکی کہا آپکا بخشا ہی یہ
اور انھین قدمونکا نقشا ہی یہ

کہکے پدر گود مین لیکر اوٹھا
بوسہ لیا گرکے قدم پر اوٹھا

خدمتِ درویش مین آیا گیا
کاتبِ تقدیر اودھر آ گیا

پھر وہی درویش سے باتین ہوئین
پھر وہی چہلین وہی گھاتین ہوئین

محرم و ہمراز جو پایا انھین
غیب کا احوال بتایا انھین

حکم خدا اونہین یاد ہے — خالق اکبر کا یہ ارشاد ہے
جلد پہونچ اے ملک با خبر — طفل کے ماتھے پہ یہ تحریر کر
پہونچے جوانی کو تو استاد ہو — صید گہ خلق مین صیاد ہو
ہاتھ سے اسکے نہ پرندہ بچے — شیر فلک تک بھی نہ زندہ بچے
دام تقدیر سے رہائی نہین — اسکے سوا اسکی کمائی نہین
راز کا جھگڑا جو ہوا سب تمام — جا کے فرشتے نے کیا اپنا کام
حکم جو حاکم کا روا ہو گیا — کاتب تقدیر ہوا ہو گیا
صاحب اولاد ہوا جب امیر — شاد کیا شاد ہوا جب امیر
سامنے جو دامن سائل ہوا — موتیون کی آب کا ساحل ہوا

تولد دختر اور آمد کاتب مقدر

آج نہین آپ مین ہم ساقیا — ہوش نہین تیری قسم ساقیا
تو نے سنا جاتی ہے فصل بہار — ہوش مین آجاتی ہی فصل بہار
کل یہ بھلا تختگہ جسم کہان — جام کہان بزم کہان ہم کہان
فضل خدا سے وہ سرانجام ہو — دور آخر مین ترا نام ہو
رند کوئی جب سوے میخانہ جاے — جای پر اس راہ سے پیاسا نجاے
حاضر اگر شیشہ و ساغر نہو — اسمین تکلف نہین بہتر نہو
ہم سے فقیرون مین بھلا کیا حجاب — خیر ہی کشکول مین بھردے شراب
وضع نفاست پہ نہین کچھ خیال — تو نے سنا ہو مرے مرشد کا حال
راز خدا سب انھے معلوم ہے — شہرۂ آفاق ہی وہ دھوم سے ہے
ہاتھ اوٹھے بہر دعا تین بار — نخل تمنا سے ملے تین بار
واہ ری تاثیر دعای فقیر — کہتا ہی یون راوی طوطی نظیر
حاملہ ایکی جو وہ بی بی ہوئی — بطن سے اوس بی بی کے لڑکی ہوئی

جو بکا چہرہ تو پری کا جمال
ننہا سا قد اور جھنڈولے تہے بال

صاف ہر اک عضو بدن نرم نرم
نازکی اندام مین آنکھون مین شرم

باپ جو بچے کی برابر گیا
گود مین لیتا ہوا باہر گیا

دیکہکے درویش نے ہنس ہنس دیا
پیار کیا گود مین جب لے لیا

چاند سے رخسار کا بوسہ لیا
دیکے دعا پردے مین بہجوا دیا

اتنے مین ظاہر وہ فرشتہ ہوا
تذکرۂ حال نوشتہ ہوا

بولا کہ دو بار بتایا تمہین
غیب کا اسرار بتایا تمہین

راز خدا پوچہہ سکے واہ جی
اب نہ بتائینگے تمہین شاہ جی

آپ بہی مرشد ہوے اللہ رے تم
کون سا ہی آپکا بانسیان قدم

ہنسکے یہ درویش نے اوس سے کہا
میرے ترے کون سا پردہ رہا

آس تو دنیا مین نہین نیک بات
تیرے سبب جان گیا ایک بات

پونہچی مرے کانون مین جو داستان
پہر کوئی سنتا نہین وہ کانون کان

اوسنے کہا خیر خبر شرط ہی
مین کہے دیتا ہون مگر شرط ہی

اپنے فرشتون کو نہ کیجے خبر
کہتا ہی یون خالق جن و بشر

جبہۂ قسمت پہ یہ لکہا ہی ملک
بہیک یہ مانگا کرے آخر تلک

صبح سے تا شام گدائی کرے
چین سے بی فکر کمائی کرے

حکم خداوند سے چارہ نہین
اسمین کچہہ انکا اجارہ نہین

حال یہ درویش کو تبلا گیا
اور وہ قسمتکے قریب آگیا

خامہ تہی انگشت ورق ناصیہ
حکم خداوند جہان لکہدیا

لکہ جو چکا پہر کہین سایا نہ تہا
عقل یہ کہتی تہی کہ آیا نہ تہا

پہر لئے خزانے مین جو آیا پدر
سائلونکو بخش دیا مال و زر

زر دیا زیور دیا خلعت دیا
سبکو مگر حسب لیاقت دیا

شاد یونہین رہنے لگا وہ امیر
جان سے اور دل سے مطیع فقیر

چاہا جو کچھ اوسنے روا ہو گیا — سنتے جو کچھ اسنے کہا ہو گیا
سامنے آنکھون کے سب آنکھونکے نور — لخت جگر گود مین دل مین سرور
حق نے دکھایا یہ سمان باپ کو — عید کا دن روز تھا مان باپ کو
دھیان یہ رہتا تھا نہ پہنچے گزند — دونون وہ مان باپ تھے مثل سپند
سوے خدا ہاتھ اوٹھے رہتے تھے — بہر دعا ہاتھ اوٹھے رہتے تھے
باتین کرین جبکہ یہ چشم و چراغ — پھول تھے ہر بزم سے باغ باغ
سامنے آنکھونکے یہ دلبند ہون — نخل جوانی سے برومند ہون
یہ نہین نظر رہتی تھی اطفال پہ — پھرتے تھے آنکھون مین وہ نور نظر
سنتے تھے جب دم سخن اطفال کے — چومتے تھے سب دہن اطفال کے
قدر ہست عیش مین بھولا نکر — یاد مہ لذات کو بھولا نہ کر

شاہ صاحب کا حج کرنا مان باپ کا مرنا دولت کی صفائی لڑکونکی جدائی

آج مرا میکدہ مغان کیا ہوا — کل جو بنا تھا وہ سمان کیا ہوا
ساقی و مطرب نظر آتے نہین — جاکے چھپے ہین کدھر آتے نہین
قلقل مینا ہی نہ چنگ و رباب — تاک مین آتی نہین بوے کباب
تاک بھی مرجھائے ہین اللہ رے یاس — سرو و صنوبر بھی کھڑے ہین اداس
کیا ہی برستی ہے یہان کی کسی — میکدہ اور ایک جہان کی کسی
کوئی نہین میکدہ سنسان ہی — قدر چلو ہوگا یہ میدان ہی
آج یہان ہوتی ہی کچھ عقل گم — بزم نہ ساقی نہ صراحی نہ خم
ایک اداسی ہی فقط چھائی ہوئی — خیر ہی کچھ فصل خزان آئی ہی
سنتے تھے ہم ایسی ہوا کچھ چلی — شہر مین سنسان ہوئی ہر گلی
کون سے جلسے مین پڑی برہمی — شہر کا شہر آج ہوا ماتمی
حشر کا سامان ہے مچا ہے یہ سب — حال جو پوچھو تو مفصل یہ ہے

کہتے ہیں اسطرح کہ مدت تلک — سب کے موافق تہا جو دور فلک
سب سے تھے دل شاد وہ لخت جگر — ہاتہ مین دل سبکے تھے نادر بہ
سر پہ جو تھی چاہنے والون کی چہاؤن — سب نے نکالے تھے غضب کے پاؤن
فضل خدا سے ہوے وہ جان جان — تینون علی القدر مراتب جوان
چین سے اون سب کی بسر ہوتی تھی — عشرتون مین شام سحر ہوتی تھی
جمع تھا اک جلسہ عجیب و غریب — لوگ بہی آتے تھے غریب و عجیب
چرخ کو منظور ہوا تفرقہ — ہو گئے مجبور ہوا تفرقہ
حج و زیارت کو ادہا وہ فقیر — روکتا اس راہ مین کیونکر امیر
تحفے سب بے لڑکونکے ماں باپ نے — دے کے قسم کچہ نہ لیا آپ نے
دلمین سمائے ہوے تھے ولولے — کعبے کو وہ قبلہ و کعبہ چلے
ہو گئے جس وقت یہ آنکہو سے اوٹ — دونون کے اک بار لگی دل پہ چوٹ
شاق ہوا ہجر فقیر جلیل — ہو گئے وہ دونون مریض و علیل
باپ کی پہلے تو قضا آگئی — باپ گیا ماں کو اجل کہا گئی
وہ صدف یاس کے دُر یتیم — بین یہ کرتے تھے کہ دل تہا دو نیم
وہ شفقت اور عنایت کہاں — ہے کہیں اس غم کی نہایت کہاں
شام سے گیسو نہ بنائے گئے — صبح ہوئی منہ نہ دُہلائے گئے
کونسی بستی کو سفر کر گئے — ہمکو ذرا بہی نہ خبر کر گئے
جاکے وہاں ہم جو شکایت کرین — سنکے وہ منہ چومین عنایت کرین
اوترے ہوئے منہ سے وہ حیران ہون — دیکہکے زلفون کو پریشان ہون
ہنسنے لگے چاک گریبان اگر — رونے لگین دیکہکے مادر پدر
الغرض اون سبکی وہ حالت ہوئی — خاک وطن گرد ملالت ہوئی
سب نے گریبان کیے چاک چاک — گرد یتیمی کی ملی منہ پہ خاک
سوچ مین تصویر کا عالم ہوا — ایک مرقع تہا کہ برہم ہوا

کوئی بزرگ اونکا نہ سر پر رہا
تینون کے تینون رہے اور گھر رہا

شہر کے اوباش بھی جانے لگے
پھسلنے لگے مال اوڑانے لگے

مفت اونہین ہنسنے کی چڑیا ملی
خاک مین وہ دولت دنیا ملی

جال یہ پھیلا کہ وہ دولت اوڑی
سب اونہین لوگون کے بدولت اوڑی

سن جلسے ہونے بجنے لگا دایرہ
خرمن دولت مین پڑا نایرہ

ٹھنڈے جوتے کرنے لگے گرمیان
پردے اوٹھے ہوگئین بیشرمیان

کہنے لگے لوگ بد و نیک کی
فضیحتین کرنے لگے ایک ایک کی

بات یہ ٹھنی کہ بگاڑین انہین
جوڑ یہ چلتے کہ اوکھاڑین انہین

روز کی آپس مین لڑائی رہی
بگڑے بنے اپنی کمائی رہی

ملکے اونہین لوگون نے وہ بات کی
دنکو سوجھاتے تھے مگر رات کی

جوڑ یہ گانٹھے کہ بہت دق ہوے
تینون کے تینون متفرق ہوے

مال وہ جو ہاتھ مین جس کے پڑا
لیکے روان ہوگیا چھوٹا بڑا

خانہ خرابون نے کیا گھر تباہ
سنتے ہین وہ تینون گئے تین راہ

دیکھ لو ای قدر ذرا ہوشیار
دولت دنیا کا نہین اعتبار

سر جو اوٹھایا کہین مثل حباب
دم مین سمجھنا نہین مثل حباب

آپ نے پانی پہ بنایا ہی گھر
ہر گھڑی کھٹکا ہی ہر اک دم خطر

قحبہ دنیا ہی بڑی بیوفا
یہ نہین کرتی ہی کسی سے وفا

حاصل اسے کرتے ہین مر مر کے لوگ
جان کھپا دیتے ہین جی بھر کے لوگ

کرتے ہین کس درجہ سخن سازیان
مکر و فریب اور دغا بازیان

حیف کی جا ہی کہ وہی خودپسند
خلق مین مشہور ہین ہر عقلمند

حشر کے دن کا نہین خوف و خطر
مکر مین کب تک یہ کرینگے بسر

خیر مین پیر خرد کی مرید
یاد سے ہی نعرۂ ہل من مزید

سچ یہی عقل بلا لائیگی
بیخودی حشر مین کام آئیگی

قدر تمہین عقل یہ کیا وہ بیان ہے   جو کوئی دانا ہی وہ نادان ہے

یہ فقیر کی کہانی اور اسکی غیب دانی

آج نکل جائیگی دل کی ہوس   اب تو چڑھا جائینگے دس دس گلاس
جام تو کیا ہاتھ سبو تک بڑھائین   ایک سبو کیا ہی کہ خم تک چڑھائین
سنتے ہین پہر فصل بہار آتی ہی   دیکھیے وہ فوج ہزار آتی ہی
لاکھون پہ پہر سوی گلستان گرے   لوٹتے مرغان خوش الحان گرے
اوڑتے چلے جاتے ہین منہ موڑکر   باغ پہ گر پڑتے ہین پر جوڑکر
راگ نیا لاتے ہین گلزار مین   کان لوڑے جاتے ہین گلزار مین
بیٹھے ہو چپ مطربو اندہیر ہے   چھیڑو طنبور کو کیا دیر ہے
رندو اوٹھو لائین اوسے ہاتھون ہاتھ   پیر مغان آئے مشیخت کی ساتھ
پیر مغان کون وہی مرد پیر   کاشف اسرار جناب فقیر
کعبے سے پلٹا جو وہ صحرا نورد   نور خدا قلب مین چہرہ پہ گرد
پہرتے ہوے یک بیک آیا خیال   چلکے ذرا دیکھیے اونکا حال
سوچلی یہ دل مین وہ یکتای دہر   شاد و فرحناک گیا سوی شہر
شہر مین پہونچا جو وہ مرد فقیر   سیدہا چلا سوی مکان امیر
جاکے جو دیکھا تو مچاتے ہین دہوم   فاختہ و زاغ و ابابیل و بوم
خیر سے ہوتا تہا جدہر کو گذر   جہکتے تہے تسلیم کو دیوار و در
دیکھیے جس در کو الگ بند ہے   کوئی نہ بوڑہا ہی نہ فرزند ہی
دیکھکے درویش نے سر دہن لیا   ایک پڑوسی نے وہان سن لیا
سنکے صدا بر محل آیا وہ مرد   گہر سی جہپٹ کر نکل آیا وہ مرد
آکے کہا کون بتایا فقیر   کہنے لگا پہر کدہر آیا فقیر
سنکے یہ بولے کہ ادہر آیئے   آیئے اک بات تو بتلایئے

یہ تو کہو کیا ہوے اسکے مکین — خیر تو ہی اس مین تو کوئی نہین
اوسنے کہا شکر خدا کیجیے — جس مین رضا اوسکی ہو کیا کیجیے
خاک کا پتلا یہ ہی مجبور ہی — سخت زمین اور فلک دور ہے
یہ مرض ہجر بڑہا مر گئے — دونو نکے دونون وہ قضا کر گئے
تھی جو یونہین مرضی رب کریم — ہو گئے اطفال وہ تینون یتیم
داغ یہ درویش نے جسدم سہا — تہام کی دل اوس سے یہ رو کر کہا
اب یہ کہو تینون کہان ہین وہ طفل — تم ہمین بتلاؤ جہان ہین وہ طفل
اوسنے کہا شہر سے راہی ہوے — تینون بشہر ملک تباہی ہوے
ایک تو جب شہر سے باہر ہوا — جا کے سوارون مین وہ نوکر ہوا
باپ کے مرنے سے ملے اوسکو مال — گھوڑا لیا ہو گیا چہرہ بحال
دوسرے فرزند کی سنیے خبر — شہر سے اوسنے ہی کیا ہی سفر
قلت زر سے یہی دل مین ٹھنی — کرنے لگا پیشہ صید افگنی
ہاتھ مین اور دوش پہ کندہا ہی دام — شام کو بازار مین گنتا ہی دام
پوچھتے ہین آپ جو دختر کا حال — کرتی ہی اک شہر مین در در سوال
مال پدر ہاتھ نہ آیا اوسے — کیا کرے آخر یہی بھایا اوسے
تم کو ملے گا جو مکان ایک کا — ایک سے پاؤگے نشان ایک کا
اوسنے سنایا جو یہ قصہ تمام — آپ بڑہے کہکے علیک السلام

شاہ صاحب کا بڑے بیٹے کے پاس آنا اور گھوڑون کی سوداگری کا راس آنا

کل یہ سنا تھا کہ پھر آئی بہار — آج خدا ہی نے دکھائی بہار
خار بھی گل ہو گئے ندرت یہ ہی — جھوٹ اوڑہی سچ ہوئی قدرت یہ ہی
طعن سے واعظ نے کیا دلکو چاک — آج تو جھونکے کوئی آنکھون مین خاک
رنگ بڑے اس پہ بہار آئی ہے — باغ پہ جوبن سے گھٹا چھائی ہے

دختر رز اور شرابی کے ساتھ ۔ اور شرابی بھی کبابی کے ساتھ
دھوم ہے رند ونمین غضب ہو رہی ۔ چھینٹے ہین غل ہی عجب دھوم مچی
نوبتے ساقی کی دکان پر ہجوم ۔ باغ کے در تک سے ہے برا ہجوم
باد صبا بار نہین پاتی ہے ۔ پھول مین خود پھول کی بو آتی ہے
اودی گھٹا اور گلابی شراب ۔ مشرب زاہد کو کرے گی خراب
زور عبادات کا گھٹ جای گا ۔ ایک ہی چلو مین اولٹ جای گا
توبھی زاہد کا وضو ٹوٹ جای ۔ توبھی اک جرعے مین جی چھوٹ جای
توبھی عمامہ بکے شہر مین ۔ توبھی پاجامہ بکے شہر مین
توبھی چڑھے یہ سر پیر مغان ۔ آکے کرے بیعت پیر مغان
پیر مغان اور مغان سے مرید ۔ شاد ہین نوروز ہی یا روز عید
جام بھی ہی آنکھہ چڑھائے ہوے ۔ اور سبو ہاتھ بڑھائے ہوے
دیدہ ساغر کو ہی کیا انتظار ۔ دست سبو جھکتے ہین کیون بار بار
قدرت حق مین عشرت پس وپیش ہے ۔ آج یہان آمد درویش ہے
لیجیے سن لیجیے آیا فقیر ۔ دھیان ادہر کیجیے آیا فقیر
پہنچا رسالے مین جو وہ ذی وقار ۔ ڈھونڈھتا تھا خوانگہہ ہر سوار
ایک کے بستر پہ نشان ملگیا ۔ پھر تو وہی راحت جان ملگیا
دوست کا اونکے وہ کلان تھا پسر ۔ آپ قدمبوس ہوا دوڑ کر
باپکا ہمراز انھین جان کر ۔ رونے لگا دیکھکے پہچان کر
دیکھے یہ مان باپ کا پرسا اوسے ۔ رونے لگے اور رولایا اوسے
دونون طرف شکوے نکلے دفتر کھلے ۔ جاگے نصیب اور مقدر کھلے
وہ جو سنانا انھین حال فراق ۔ یہ بھی جتاتے سفر اشتیاق
اونسے وہین پاس اوتارا انھین ۔ حال سنایا کیا سارا انھین
شاد جی آرام سے رہنے لگے ۔ اوس سے یہ اک روز یہ کہنے لگے

کیا کہین الفت سے جو کچھہ آپ سے
کیا کہین ہم جیسے وہ مرحوم تھے
تم بھی ہو بہر چند بڑے عقلمند
اوسنے کہا کون سی بات ہی
آپ سے شرمندہ ہون نادم ہو نہین
معتقد اسطرح جو پایا اوسے
جو کہون مین اوسمین نکر قیل و قال
دام جو کچھہ آئین اونہین صرف کر
سنکے ہنسا وہ کہ عجب سیر ہے
بیچ ابھی اور نہ کچھہ منہ سی بول
دیکھکے رخ بولا وہ آگاہ دل
چاہیے اسمین نہ ذرہ فکر و غور
اسمین بھلائی ہی تری جان لے
جب یہ سنا پھر تو وہ کانپا وہین
سیدہا اوٹھا اور گیا تھان مین
لاکی رسالے مین وہین ہاتھون ہاتھ
پاون کو پھیلا کے وہین شام سے
کیون نہ ہبلا چین سے کاٹے وہ شب
قیمت اسپ اوسنے جو پائی تمام
کون سکے اس مین برائی ہوئی
جب رسالے مین رہا آسرا
دیکھا وہان جاکے تماشا عجیب
جاتا ہی گھر سے وہ میدان [illegible] سوار

تمنے سنا ہوگا کبھی باپ سے
رستے تمہارے اونہین معلوم تھے
کیا ابھی سن ہی جو سنو وعظ و پند
مجھپہ بزرگون کی عنایات ہی
جس مین مجھے حکم ہو خادم ہون مین
وعظ یہ ناصح نے سنایا اوسے
اسپ کسمپ سیر ابھی بیچ ڈال
شام تلک سب نے بنائے وہ زر
خیر ہی درویش کو کچھہ خیر ہے
واہ جی گھر گھوڑا انخا من مول
واہ یقین واہ جگر واہ دل
وہ مرا معبود تجھے دیگا اور
بات فقیرونکی ذرا مان لے
کشف و کرامات کو بھانپا وہین
کھول کے لایا اوسے میدان مین
بیچ لیا اسپ سپاہی کے ساتھہ
گھوڑا لیکا سو رہا آرام سے
بیچ کے گھوڑے کو وہ سوتا ہی اب
ایک ہی دن مین وہ اوڑائی تمام
بات تھی مرشد کی بتائی ہوئی
دونون گئے جانب جہان سرا
ایک ہی اسوار مسافر غریب
راہ مین [illegible] ہمراہ [illegible] راہوار

روکے وہ کہتا ہی کہ اے میرے رب ‏— گھوڑا نہ جیتا ہی نہ مرتا ہی اب
یا تو مرے یا تو نہ بیمار ہو ‏— یا کوئی گھوڑے کا خریدار ہو
اسمین یہ درویش نے جا کر کہا ‏— گھوڑے مین کچھ دم نہین باقی رہا
چاہیے مرے ہاتھون اسے بیچ ڈال ‏— تین روپے دیتا ہون لے بیچ ڈال
اوسنے کہا خیر سہی د ستجیے ‏— خواہ مرے خواہ جیے لیجیے
آپ نے منظور کیا لے لیا ‏— مول جو ٹھہرا تھا اوسے دیدیا
وہ تو روپے لے کے روانا ہوا ‏— گھوڑا وہ دم جھاڑ کے اچھا ہوا
آپ نے جسوقت یہ گھوڑا لیا ‏— اوس سے لیا اور انہین دے دیا
دیکے کہا اسکے ابھی دام کر ‏— بیچ اسے چین کر آرام کر
ہی تری تقدیر مین گھوڑا مدام ‏— روز کے روز آئین خبردار دام
تو کبھی بائع ہو کبھی مشتری ‏— یونہین رہے گھوڑونکی سوداگری
کہتے ہین درویش جو حامی ہوا ‏— پھر تو وہ سوداگر نامی ہوا
خلق مین ساکہا ہی بڑھا اسقدر ‏— لاکھون روپے آنے لگے بات پر
واہ ری تدبیر جناب فقیر ‏— ہو گیا دو دن مین امیر کبیر
مال و خزانہ اوسے حاصل ہوا ‏— دیکھکے درویش بھی خوشدل ہوا
باتون ہی باتون مین کہا اکدن ‏— ہو جو کوئی نیک گھڑی نیک دن
جاؤ تمہین اوس دم تری بھائیکی پاس ‏— اوس سے بھی ہی یونہین کچھ التماس
ساتھ نہ کچھ مال و خزانہ کرو ‏— آدمی اک دیکے روانہ کرو
اوسنے کہا آنکھون سے منظور ہی ‏— بیچ ہی جو مامور ہی معذور ہے
طی ہوئی یہ بات تو رہبر لیا ‏— چل دیے اور آگے اوسے دھر لیا
تہا جو مقام اوسکا وہ جانا ہوا ‏— رہبر رہبر وہ روانا ہوا

پھر دوسرے لڑکیکے پاس آنا اور صیادی کا رنگ جمانا

خیر پیالا نہ پلا ساقیا　　آنکھہ تو یارون سے ملا ساقیا
طاق پہ پیمانہ دہرا رہتا ہے　　خیر ہی کیون ہمسے بہرا رہتا ہی
ہم سے اوڑا تو تو اوڑائینگی ہوش　　صورت بادہ ابھی آئیگا جوش
تاو مین آکر ابھی لینگے قدح　　قدح سنا کر ابھی لینگے قدح
سوکھہ گئی وردِ دعا مین زبان　　جب کہین جاری ہوئی تیری کان
پھر ہی پہر ہی کوئی لب تر نہو　　صورت قارون کہین ابتر نہو
جی مین ہی سائل کی گرہ کھول لے　　نقد ہی لے دل کی گرہ کھول لے
تو کوئی پانی بھی نہ پائے وہین　　جا ئے ملے آٹھہ اوڑائے وہین
وہیان مگر خیر جو خالی ہین ہاتہ　　جام تو بھر ناز و لطافت کی ساتہ
اشک مئی سرخ کا بیعانہ ہے　　چشم و خرد قیمتِ پیمانہ ہے
جلد چھکا ایک سفر پیش ہے　　فکر و تردد ہمین در پیش ہے
ولولہ ای نازکے بانی یہ ہی　　راوی صادق کی زبانی یہ ہی
چلکے وہ اللہ کا پیارا فقیر　　منزل صیاد پہ پونہچا فقیر
پہلے تو وہ رہبرِ رہبر گیا　　کھولکے دروازے کو اندر گیا
جھک کے کیا اوسکو ادب سے سلام　　حال برادر کا بتایا تمام
حضرت درویش کی تدبیرِ عقل　　گھوڑونکی سوداگری و ساری نقل
مال کا آنا وہ روپونکا شمار　　خلق مین ہر بات کا وہ اعتبار
دیر تلک اوسکو سنایا کیا　　اوسنے جو پوچھا یہ بتایا کیا
پھر یہ سنایا اوسے حکمِ امیر　　ملنے ترے پاس آیا ہی خود وہ فقیر
خاطر نازک سے ذرا ہوشیار　　اس سر مو فرق نہو زنہار
رازِ الٰہی سے نہ گھبرائیو　　جو کہے آنکھو سنسے بجا لائیو
بول اوٹھا چونک کے وہ خستہ جان　　جسکا تو رہبر ہے وہ رہبر کہان
اوسنے کہا آئیے باہر ہین آپ　　دیکھیے کیا جلوہ دہ داور ہین آپ

جب یہ سنا اوسنے اوٹھا بر محل — سامنے حضرت کے گیا سر کے بل
پاؤن حضرت نے جو پایا اوسے — سینۂ اقدس سے لگایا اوسے
تب پہلے تو کی تعزیت والد مین — دونون لگے رونے سے ہوا شور و شین
دیر تلک یاد مین روتے رہے — بین بہی مابین مین ہوتے رہے
اشک الم یاس سے بہنے لگے — پہر گلے صبر کے کہنے لگے
پونچہہ کے آنسو اوسے لپٹا لیا — سینے سے لپٹا کے دلاسا کیا
ہجر بہلا کب تہا گوارا انہین — اوسنے وہین گہر مین اوتارا انہین
حال سنایا کہ برا حال ہے — جال مری جان کا جنجال ہے
گم نہین ہوتا کسی تدبیر سے — دام بنا ہے خط تقدیر سے
ہنسکے یہ کہنے لگے ای ذی شعور — صبح ترے ساتہہ چلین گے ضرور
چلکے وہین حال سنائینگی ہم — جو جو بتانا ہی بتائین گے ہم
اوسنے کہا خیر جو ارشاد ہو — تم خط تقدیر کے اوستاد ہو
کہتے ہین جب صبح نمایان ہوئی — زور پہ تقدیر بیابان ہوئی
نور کے تڑکے سے اوٹہا وہ جوان — فجر پڑہی اور کیا اپنا دہیان
دام لیا دانہ لیا ہاتہون ہاتہ — اور وہ درویش چلا ساتہ ساتہ
ایک طرف بڑہ گئے بستی سے دور — دونون گئے عالم ہستی سے دور
ایک کف دست بیابان تہا — صل علی نور کا میدان تہا
سبزۂ نوخیز بہت لہلہے — اور پرندون کے کہین چہچہے
سیدہی درختون کی قطار اک طرف — لالۂ صحرا کی بہار اک طرف
چاک گریبان سحر اک طرف — نالۂ مرغان سحر اک طرف
نخل مین لٹکے ہوئے بار اک طرف — اور گل خود رو کی بہار اک طرف
جہیل لبالب تہی بہری اک طرف — قہقہۂ کبک دری اک طرف
مور کی جنگل مین صدا اک طرف — گلشن جنت کی ہوا اک طرف

اڑ رہی ہے شبنم پہ نگن اک طرف / چوکڑی بھرتے تھے ہرن اک طرف
طائرون کی ریل کی ریل اک طرف / اور چرندون کی کلیل اک طرف
صبح کا وقت اور وہ نسیم سحر / کھولدے جو روضۂ جنت کا در
گھانس پہ تھے قطرۂ شبنم پڑے / تخت زمرد مین تھے موتی جڑے
نخل پہ سورج کا جو پڑتا تھا نور / ضو سے ہر اک نخل بنا نخل طور
شاخ پر اللہ رے ہجوم طیور / ہنس گئے گیسو مین دل ناصبور
سرد ہوا اور برودت بھری / ساری زمین سبزۂ تر سے بھری
سبزہ کہین اور کہین چشمہ سار / حق نے بنایا تھا عجب مرغزار
دونون گئے پھر اوسی میدان مین / دم جو لیا جان پڑی جان مین
اوس سے یہ فرمانے لگے شاہ جی / خوب لگائی ہی جگہہ واہ جی
دیر ہی کیا اب نہ ذرا سانس لو / صید جو چاہو وہ یہین پھانس لو
اونسے وہین دانہ کو چھٹکا دیا / دام کو پھیلا کے یہ دھوکا دیا
جال مین اک باندھ دیا جانور / جس مین پرندون کو نہو کچھہ خطر
دونون وہ پھر ایک طرف جا چھپے / آڑ ہوا دامن صحرا پہ چھپے
ٹوٹ پڑے دانے پہ گر کے یون پرند / دانۂ انگور پہ جس طرح رند
دام لیا ہاتھ مین صیاد نے / ہاتھ ہلایا وہین استاد نے
ہاتھ کے اوٹھتے ہی اوٹھے جانور / بیٹھ گئے اوڑ کے کسی شاخ پر
اونسے کہا آپ نے یہ کیا کیا / کہنے لگے منع تجھے تھا کیا
ہوش مین آ اب سے خبردار ہو / دیکھہ کر باندھ کے طیار ہو
ورنہ نہین عرصہ جو بہت سا کھپے / جال مین کوئی نہ پرندا کھپے
باز جو پہنچا سے تو پھر لا کلام / شوق سے سنیے جو کہے کھینچ دام
اونسے کہا باز نہ آئے اگر / آپ یہ فرمانے لگے صبر کر
تو نہین کچھہ جانتا کیا راز ہے / باز کا ملنا بھی خدا ساز ہے

تیرے مقدر مین ہی اک جانور
اوڑ کے ملیگا وہ تجھے عمر بہر

چاہیگا جو کچھہ وہ ملیگا تجھے
حق سے جو مانگیگا وہ دیگا تجھے

اوسنے کہا دام وہ بہی لاؤن مین
حکم جو ہو پہر اوسے پہیلاؤن مین

آپ یہ فرمانے لگے جلد جا
دام کہین اور جگہہ جا لگا

حکم کو سنکر وہ اوٹہا چست چست
دام کہین اوسنے کیا پہر درست

دانے یہ گرنے لگے پہر جانور
پہر بہی نہ صیاد ہوا کچہہ خبر

بیٹہا رہا صبح سے وہ شام تک
باز کا پہر بہی نگیا دام تک

چلنے کو آمادہ ہوا جس گہڑی
یونہین درختون پہ نظر جا پڑی

ہنس کے کہا فضل خدا کا ہوا
باز ہی اک شاخ پہ بیٹہا ہوا

باز ہی اتنے مین گرا ٹوٹ کر
پہر نہ وہ پہندے سے پہرا چہوٹ کر

اوڑنے کو چاہا جو وہان باز نے
کہینچ لیا دام مین جانباز نے

دونون اوٹہے دشت سے اور گہر گئے
باز لیے شہر کے اندر گئے

پانسو اوس باز کی قیمت ملی
اوسکو یہ قیمت بہی غنیمت ملی

صبح کو پہر جانب صحرا گیا
پہانس لیا باز کو اور آگیا

خوب اوسے دل سے جو بہائی یہ بات
حضرت مرشد نے سکہائی یہ بات

آئیو جب پہانس کے باز آئیو
باز نہ آئے تو نہ باز آئیو

پہر اوسے حضرت نے سنایا یہ حرف
روز جو کچہہ آئے وہ ہوجائے صرف

تہوڑے سے عرصے مین بڑہا اسقدر
بننے لگے سونے کے دیوار و در

کیسہ زر دام کا حلقا ہوا
باز اوسے سونے کی چڑیا ہوا

فضل الہی سے وہ سامان ہوا
جسکے کہ درویش بہی شادان ہوا

پہر یہ کہا ایک سفر پیش ہی
تمسی یہی حاجت درویش ہے

آدمی اک راہ بتانے کو دو
ایک سے بہتر ہین مگر جان دو

ہان یہ عرض آپکی ہمشیر سے
کہوئیے ادبار کو تدبیر سے

اوسنے وہین ساتھ کیا آدمی   سیکے چلا پھر یہ بھلا آدمی

فقیر کا دختر کے گھر آنا اور امیری کو پہچانا

جام جو ایک آدہ بچا ہو سلے   حضرت ساقی کا بہلا ہو سلے
کچھہ تو فقیرون کو بہی امداد ہو   چین کرو خوش رہو آباد ہو
دیر سے سب رند دعا دیتے ہین   دیکھیے سرکار اونہین کیا دیتے ہین
آپ ہی کا نام سنا اور آئے   دیر ہی کیا کوئی ادہر دور آئے
ٹوٹتا ہی جسم ادہر آئے قدح   پڑہ لین جماہی مین دعای قدح
جلتے ہین ہم ورنہ ابتک چلا   ہیچ ہی شل سوم سخی سے بہلا
جام جو دینا ہے تو دیجیے شتاب   اور نہ دینا ہو تو دیجیے جواب
آپ کی خدمت سے کرین درگذر   دیکھہ لین ہم جا کے کوئی اور در
پاون فقیرونکا نہ کچھہ لنگ سے ہے   اور نہ کچھہ ملک خدا تنگ سے ہے
شرم تمہین چاہیے ای مہربان   دیکھیے فیاضی پیر مغان
کیون نہ بہلا خلق مین ہوجاے نام   بزم مین جا جا کے وہ دیتا ہی جام
بزم سے ہی خانۂ دختر غرض   پہنچے فقیر اور وہ رہبر غرض
آپ کہڑے رہگئے بیرون در   گھر مین گیا پہلے وہی راہبر
بہائی کی جانب سے دعا دی اوسے   ساری حقیقت وہ بتادی اوسے
ذکر کیا آمد درویش کا   حال کہا مقصد درویش کا
منتظر حال جو پایا اوسے   بہائیونکا حال سنایا اوسے
گہوڑونکے بکنے سے منہ پانا روپے   باز کا پہنسنا وہ اوڑانا روپے
کوشش درویش جتایا کیا   ساری حقیقت وہ بتایا کیا
گھر مین سنا جب نکل آئی وہین   شوق مین گھر سے نکل آئی وہین
ایک گھڑی گرد پہری دوڑ کر   پاون پہ پہر آکے گری دوڑ کر

آپ نے قدمون سے اوٹہایا اوسے
جا لگی اپنا سہارا اونہین
روکے وہ پہر کہنے لگی اپنا حال
کشتی درویش مین ہی آبرو
کاسہ گدائی کا ہی اور دست زار
اونسے یہ سب حال جو بتلا دیا
اور کہا آج سے دل شاد رکہہ
جاکے سوال اب جو کہین کیجیو
ایک بہی کم ہو تو نہ لینا روپے
اوسنے کہا ایسا تو دیکہا نہین
شاہ جی یہ کہنے لگے جاؤ شتاب
دیگا خدا دل مین جو ہو مانگ لو
مانگنے نکلے تو لگاوٹ سے ہے کیا
یہ جو سنا مانگنے گہر سے چلی
پوچہتا کوئی تو بتاتی یہ حال
وہ کوئی اللہ کا پیارا سے ملے
سنکے یہ لاکہون کے وہان دل پسیجے
لوگ بہت جمع ہوے گرد پیش
کہتے ہین اتنے مین ہوا کر و فر
یعنی اودہر ایک امیر آ گیا
پوچہا وہان اوسکا سبب ماجرا
آگے جو تفتیش کیا اوس سے حال
کیا ہی خدا ترس تہا وہ رحم دل

اور دیا خوب دلاسا اوسے
جہوڑ پڑی مین اپنے اوتارا اونہین
ہی مری تقدیر مین در در سوال
پہر بہی گرا کرتی ہی وہ کو بکو
چاک کی صورت نہین دم بہر قرار
آپ نے سن سنکے دلاسا دیا
بات جو کہدون مین اوسے یاد رکہہ
دے کوئی توڑا تو جبہی لیجیو
دیکے دعا پہیر ہی دینا روپے
کانہٹہ کا پورا کوئی اندہا نہین
اسمین نہین جای سوال و جواب
مانگنے پر آگئے جو مانگ لو
ناچنے جب نکلے تو گہونگہٹ ہی کیا
بہیک ملی لاکہہ پر اونسے نہ لی
ایک ہزار ایکا ہی اپنا سوال
جس سے جو حصہ ہو ہمارا سے ملے
لاکہون یہ کہتے تہے جنون ہی اسے
بہیڑ سے حیران تہی وہ سینہ ریش
ایک سواری نکل آئی اودہر
بہیڑ جو دیکہی تو وہ گہبرا گیا
لوگون نے بتلا دیا سب ماجرا
کرنی لگی یہ وہی اپنا سوال
حال سنا اور ہوا منفعل

تیری گرمی وہین توڑا دیا　　ونکی محافظ اوسے سمجھا دیا
پھینکے کہین اور کسی گہر گئی　　سامنے درویش کے لیکر گئی
لائی جو کچہہ تہی وہ دکہا یا انہین　　اور وہ سب حال سنا یا انہین
سنکے کہا آج ہی ہوجائے خرچ　　خرچ رہے روز جو کچہہ آئے خرچ
اوسنے سنا کان سے جسدم تم حرف　　کوڑی نرکہی کیا سب مال صرف
تہی جو مقدر مین کمائی وہی　　صبح کو پہر جاکی وہ لائی وہی
زر جو ملا غنچہ دل کہل گیا　　تہوڑے سے عرصے مین بہت مل گیا
پیر نے یہہ بات بتائی اوسے　　ساری کرامات بتائی اوسے
ہی یہ گدائی تری تقدیر مین　　ہارے ہمت کو نہ تدبیر مین
ہوگا نہ اوقات مین تیرے خلل　　آج دیا جسنے وہی دیگا کل
کہتے ہین ایسی وہ اشارت ہوئی　　اوسکو فقیری سے امارت ہوئی
دیکھکے خوش ہوگیا وہ فقیر　　شکر کے سجدے کو جہکا وہ فقیر
عرصے تلک پہر وہ اوسی جا رہا　　تذکرہ ایک دن اوس سے کہا
کام جو تہا شکر خدا ہو گیا　　بارے مین سبکے ادا ہو گیا
رشتۂ الفت کو کرو انقطاع　　آج خوشی سے مجہے کردو وداع
کاٹ دو زنجیر وفا جاؤن مین　　شیر سا صحرا کو چلا جاؤن مین
دیکھکے یہہ آپکا جوش و خروش　　اوڑنے لگے دختر نادان کے ہوش
روکے کہا خیر چلے جائیے　　صبر کیا خیر چلے جائیے
حکم جو پایا وہ روانہ ہوے　　جانب صحرا وہ روانہ ہوے

صحرا نشینی جناب فقیر کی ملاقات کاتب تقدیر کی

ہوش مین ای ساقی مخمور آ　　جوش مین اے غیرت فغفور آ
جام وہ دے دل سے جسے لاگ ہو　　جام وہ دے عقل مری آگ ہو

آتش دل تیز ہو وہ جام دے
جام وہ دے تیغ زبان تیز ہو
رونق میخانہ ہو وہ جام دے
جام وہ دے جس سے ہو پیری شباب
نے پیے سرشار ہون وہ جام دے
جام وہ دے فکر و تردد ہو گم
ناخن تدبیر ہو وہ جام دے
جام وہ دے کعبہ ہو جو دیر ہو
تحت ثری گرد ہو وہ جام دے
جام وہ دے عرش تلک سیر ہو
ہو نہ فلک سیر تو دے جام بنگ
پیکے قدح تیرے قدم چوم کر
دشت مین اک باد بہاری گئی
شہر مین ٹھہر گیا بہلا وہ فقیر
راہبر و راہ آگہی ہوا
شیر تو ہیبت سے ہرن ہو گئے
سامنے انکے جو کیا ذکر ذوق
کوک اوٹھا تھا کہین طاوس باغ
قہقہو لسی کبک پر آیا غضب
دہوم ہوئی عشق خداداد کی
دیکھکے وامق پس ہامون چہپا
دشت مین جب آنکا جلوا ہوا
رنگ خزان دم مین ہوا ہو گیا

جو ارنی خیز ہو وہ جام دے
جام وہ دے رنگ بیان تیز ہو
آنکھ سے دیکھا نہ ہو وہ جام دے
جام وہ دے ہو دل زاہد کباب
نشا ہی مین ہشیار ہون وہ جام دے
جام وہ دے دل ہو فلاطون کا خم
پنجہ تقدیر ہو وہ جام دے
جام وہ دے خاتمہ بالخیر ہو
گاو زمین زرد ہو وہ جام دے
می نہین حاضر تو فلک سیر ہو
جس سے اڑے گنبد مینا کا رنگ
نشائے مین صحرا کو چلین جہوم کر
حضرت مرشد کی سواری گئی
کہتے مین بستی سے چلا وہ فقیر
دشت و بیابانکو وہ راہی ہوا
اور ہرن شیر فگن ہو گئے
جب سے پڑا گردن قمری مین طوق
چرب زبانی سے لگا اوسکو داغ
آگ جبہی کہاتا ہی یہ شلے ادب
آب گئی تیشۂ فرہاد کی
دامن کہسار مین مجنون چہپا
گلشن فردوس وہ صحرا ہوا
پیڑ جو سوکہا تہا ہرا ہو گیا

نقش قدم سے گل خودرو اُگے
بات مین ایک ایک کے وہ دو دو اوگے

آگئے جو صحرا مین یہ رشک ملک
راہ مین سبزے نے بچھادی پلک

اور پئی تسلیم ادب بار بار
جھکتے تھے کیا کیا شجر باردار

لو تو کبھی اوسطرف آتی نہ تھی
بادِ صبا خاک اوڑاتی نہ تھی

جھیلین بھرین چشمے بھرے جابجا
اور پرندونکے تھے پرے جابجا

سرزمین اور وہ ٹھنڈی کچھار
بانس کی کوٹھی کہین نخل چنار

غار کہین اور کہین تھے پہاڑ
لاکھون کھجورین کہین لاکھون ہی تاڑ

شیر کہین اور کہین گرگدن
تھے کہین پاڑھے کہین کالے ہرن

ایک وہ بیہڑ وہ بیابان تھا
جھاڑیون سے جھاڑ کے گنجان تھا

صورت انسان نظر آتی نہ تھی
دہوپ وہان خوف سے جاتی نہ تھی

کسکو بھلا دیکھنے کی تاب ہو
خضر بھی دیکھین تو جگر آب ہو

سید سہنے وہان آپ چلے جاتے تھے
سیر کنان آپ چلے جاتے تھے

حمد خداوند مین تھے تر زبان
دل مین خدا اور یہ غزل بر زبان

غزل

عارض پرنور جو دکھلا دیا
کعبہ و آتشکدہ چمکا دیا

برق تجلی نظر آتی نہ تھی
آنکھہ جو دی طور کا سرما دیا

چرخ پہ تارے ہین زمین پر بشر
جسکو مناسب تھا جو زیبا دیا

عشق دیا اور دل و چشم بھی
حسن دیا ناز و کرشما دیا

آنکھہ کو بیماری نادیدہ دی
ہونٹھ کو اعجاز مسیحا دیا

ہوش بھی اور عقل بھی اور فہم بھی
بندۂ ناچیز کو کیا کیا دیا

دی جو سبو اک رند کو تر دامنی
حضرت زاہد کو مصلا دیا

بار ہو مجکو ترے دربار مین
ایسی کوئی راہ بتا ہا دیا

سے لیجیے چشم و جگر و دل ابھی
پاس جو تھا قدر نے وہ لا دیا

سوز جگر سے بھی پڑھتے ہوئے — آپ سے چلے جاتے تھے بڑھتے ہوئے
جھومتے صحرا کو چلے جاتے تھے — نشاۂ الفت کا مزہ پاتے تھے
منہ سے کبھی آپکے جاری تھا کف — جذب مین ہنستے تھے کبھی لاتخف
لب کبھی آہون سے لبالب کیا — اور کبھی نالۂ یارب کیا
نالہ کنان دشت مین کرتے تھے گشت — گونجتے تھے کوہ و بیابان و دشت
کان کھڑے کرتے تھے سنکر درند — کوسون اوڑے جاتے تھے وحشی چرند
بس یہ خدائی خبر رازدی — پشت پر اک شخص نے آواز دی
تھی یہی آواز سے چلے واہ جی — ٹھہرو ذرا ٹھہرو ذرا شاہ جی
سنکے صدا آپ ذرا تھم گئے — دشت مین پھر ایک طرف جم گئے
جھک کے ادھر غور سے دیکھا اوسے — آپ نے اس طور سے دیکھا اوسے
آتا ہی وہ گھوڑا اوٹھائے ہوئے — باز لیے توڑا اوٹھائے ہوئے
دم مین وہ اسوار قریب آگیا — آنکھ ہوئی چار قریب آگیا
بولا نہ خیر آپ مجھے جانیے — دیکھیے پہچانیے پہچانیے
کہنے لگے مین نہین کچھ جانتا — کون ہو ہرگز نہین پہچانتا
اس سے کوئی بڑھ کے تماشا نہین — آنکھ سے دیکھا کبھی جانا نہین
سنکے ہنسا اور کہا واہ جی — آپ مجھے بھول گئے شاہ جی
پاس ہی جو کچھ بھی پہچان ہے — کاتب تقدیر ہون کچھ دھیان ہے
کیا کہون رہتا ہون عجب جال مین — تمنے پھنسایا ہے مجھے جنجال مین
راز بتایا تو یہ خدمت ملی — یہ مجھے حضرت کی بدولت ملی
فکر یہی صبح سے تا شام ہے — میرے لیے روز یہی کام ہے
حکم یہی ایک کو گھوڑا سلے — ایک کو باز ایک کو توڑا ملے
حال مقدر جو بیان ہوگیا — دامن صحرا مین نہان ہوگیا
وہ جو گیا آپ یہ بیدل ہوئے — دشت مین اک جا متوکل ہوئے

لٹ گئے نہ او تھکر کبھی دنیا مین آپ — خضر صنعت رہ گئے صحرا بن آپ
دیکھلے گردش خط تقدیر کی — خوب ہی درویش نے تدبیر کی
ہو گئے آگاہ جو تقدیر سے — خوب پڑھایا او نہین تدبیر سے
تین طرح تینون کا حصہ ملا — جو جو تقدیر مین لکھا تھا ملا
ایک نے اسپ ایک نے پایا نگار — ایک گدائی سے ہوئی مالدار
ابتو ذرا **قدر** تمہین ہوش ہو — جو جو سنا ہی وہ در گوش ہو
چاہیے تقدیر کے قائل رہو — پھر بھی نہ تدبیر سے غافل رہو
چاہیے تدبیر بہ دستور سے — ورنہ یہ انسان تو مجبور ہے
ہی جو جبین مین وہی پیش آنی ہی — چشمہ قسمت مین جو ہی پانی رہے
ہو جو غرض فکر کیا چاہیے — درد جو ہو اوسکی دوا چاہیے
پائیگا قسمت مین جو ہوگی معاش — فرض ہی انسان پہ لیکن تلاش
ہاتہ نہ پھیلے یہی چپ چاپ رہے — پاؤن کو توڑے بھی نہ بیٹھا رہے
خواب توسط سے کرے ساز باز — پاؤن نہ کمل سے کبھی ہون دراز
طول ہی بیفائدہ المختصر — ہی یہی مضمون **قضا و قدر**
دلمین جو شیطان کبھی وسواس لائے — کیجیے تدبیر جو اسراس لائے
بات یہ ہے **قدر** وہی بات کر — حضرت باری مین مناجات کر

مناجات

دہوم ہو اے ساقی جام الست — مین بھی رہون بادۂ عرفان مست
دل مین جو ہو کیون نہ کہون برملا — خوب چڑہا نشہ کہ تھا او سبلے
ایک پیالہ جو پیا چت ہوا — ہوش اوڑے بزم مین ساکت ہوا
جامۂ ہستی کی نہین کچھہ خبر — عمر تو غفلت مین ہوئی ہی بسر
خلق مین مجھسا کوئی غافل نہین — مین تری دوزخ کے بھی قابل نہین
مین نہ کسی کام کے لائق ہوا — خلق ہوا تنگ خلائق ہوا

خانۂ عصیان کا ہون چشم و چراغ | واہن ادم مین لگا مجھسے داغ
آہ گنہ کرنیکو نہ پاک ہو ہی | جرم و گنہ کے لیے چالاک ہون
مین جو نہوتا تو نہوتا گناہ | صورت ہمزاد ہی میرا گناہ
قہر سے اب کانپتا ہون بید وار | ہان تری رحمت کا ہون امیدوار
رات کو چاہی تو ابہی روز ہو | سازکرے دم مین اگر سوز ہو
تیرا اوراحسم ہی عصیان کی آڑ | اوٹ مین تنکے کے ہی سارا پہاڑ
رحم سے کہدے کہ ہو میری پناہ | آہ ترے قہر سے تیری پناہ
بخشنے مین دیر جو کرتا ہی تو | پڑہتا ہون مین آیہ لا تقنطوا

خاتمۂ کتاب تاریخ لاجواب

وہو دم ہی آروح قدس ہو دم سے | دہوم ہی کیون کچھ تجھے معلوم ہے
کچھ تجھے معلوم ہی کیا شور ہے | شور ہی یا طبع مین یہ زور ہے
طبع مین یہ زور ہی احسنت ہی | ہیچ تو یہ ہی فکر بہی ساونت ہی
توڑتے ہین عرش کی تارے تو کیا | قدر جو ہمت بہی نہ ہارے تو کیا
زندہ نہین آہ جناب حسن | شاعرون کے شاہ جناب حسن
سرد ہی بازار کہ سودا نہین | ورد نہین جرات و انشا نہین
میر کو پہلی ہی اجل کہا گئی | حضرت ناسخ کو بہی موت آگئی
انکہون مین اندہیری سب خشک و تر | آہ نہین برق و جناب سحر
اونکو وہ کہاتے تہے یہ تاسف رہا | یہہ تو وہ کہتے بہت اچہا کہا
تازہ ہو غم یاد کرین جسکو ہم | قدر بہلا رونیگی کس کو ہم
وہ تو گئے بحر ہین ناسخ کی روح | حضرت باری انہین دے عمر نوح
کشتی نوح سخن اونکی ہی ذات | انسے ملا جو کوئی پائی نجات
ہم بہی ہین تاجی کہ ہوے مشہور ہے | حضرت امداد علی بحر سے

نام وہ ہی جس سے ہی ناسخ کا نام　　خاص ہین جاری ہی مگر فیض عام
اسپر یہ کافی ہی دلیل قوی　　لکہ گئے ہم کہکے جو یہ مثنوی
جو جو بتانا تہا بتایا تمام　　جو جو بنانا تہا بنایا تمام
قطرۂ شبنم کو بناتے ہین بحر　　بحر کو اک کوزے مین لاتے ہین بحر
بات مگر دہیان مین آئی ہی یہہ　　کیون نہو ناسخ کی کمائی ہی یہہ
غالب دہلی کا بہی ہو کیا بیان　　نام جناب اسد اللہ خان
قدر سے شاعر کے یہہ استاد ہین　　زور کمالات خدا داد ہین
دانے کو چاہین تو بنا دین ثمر　　قطرے کو چاہین تو بنا دین گہر
ڈہ سے لیتے ہین شعر نئے رنگ کے　　رنگ اوڑا دیتے ہین ارژنگ کے
شعر بلیغ آپکی بندش فصیح　　قاعدے جانچے ہوے لفظین صحیح
کون بہلا جوہر ذاتی نہین　　عقل وہ ہی عقل مین آتی نہین
پہونچی یہان جب یہ کتاب شگرف　　ہاتف غیبی سے سنا حرف حرف
کہنے لگا سنکے ہماری کتاب　　کان ملاحت ہی یہ ساری کتاب
اب یہ مناجات کیا چاہیے　　حضرت عزت مین دعا چاہیے
دست دعا ہو کہ جدہر رو سہے　　عید ہو اپنی جو ادہر تو رہے
غیر ہو حالت جو کوئی غیر ہو　　خیر یہ ہی خاتمہ بالخیر ہو

استادی جناب شیخ امداد علی صاحب بحر لکہنوی شاگرد رشید شیخ ناسخ مرحوم

صلّ علیٰ خوب کہی مثنوی　　دنگ ہوے مولوی معنوی
ناظم ہروی کا ہوا رنگ زرد　　گرمی بازار ہوئی اوسکی سرد
چہوٹ پڑا ہاتہ سے جامی کے جام　　آب خجالت ہوا حسن کلام
آگئی انصاف پہ عقل سلیم　　سلمک اللہ پکارا سلیم
گلشن نورستہ ہین ابیات گل　　غنچہ ہر اک نقطہ ہی ہر حرف گل

شعر ہر اک گیسوی جانانہ ہے — پنجۂ مژگان پری شانہ ہے
سلک گہر جملہ مصاریع ہین — نامۂ محبوب کی توقیع ہین
نقطہ ہر اک خال رخ مہ جبین — بیت ہر اک زلف دوتای حسین
کیا ہی ضیا بار ہی یہ مثنوی — خلد کا گلزار ہی یہ مثنوی
قدر نے کی مثنوی اپنی تمام — بحر لکھو تم بہی سن اختتام
یہ سنہ مثنوی قدر ہے — مثنوی قدر مہ قدر ہے

سنہ ۱۲۶۴ ہجریہ

شیخ غلام حیدر ارشد بلگرامی

کیون نہ بہلا ناز کرے بلگرام — جس مین رہین قدر سے نازک خیال
میر غلام حسنین اسم ہے — واسطی الاصل ہین یہ ذی کمال
سحر بیانی مین عدیم النظیر — نکتہ طرازی مین عدیم المثال
نظم کیا قصۂ تقدیر کو — فضل خدا سے ہی عجب بول چال
مصرع تاریخ یہ ارشد لکھو — لکہا گیا کاتب قدرت کا حال

سنہ ۱۲۶۴ ہجریہ

ولہ

صل علی مثنوی میر قدر — ہی کوئی دریا کہ روانی مین ہے
ارشد ابہی اور کہو سال نظم — باد صبا باغ معانی مین ہے

سنہ ۱۲۶۴ ہجریہ

شنکر پرشاد صبح بلگرامی

نور کا دریا ہی قضا و قدر — یا کوئی دردانہ تقدیر سے ہے
گوہر تاریخ ملا صبح کو — چشمۂ افسانہ تقدیر سے ہے

سنہ ۱۲۶۴ ہجری

غلام محمد خان وصل بلگرامی

قطعہ تاریخ تالیف از بابو مراری لال جان نثاری

وصف ہو کیا مثنوی قدر کا — بس ہر اک سے ہے تا درمین و سلام
نور کی تاریخ لکھو اے جوان — خلق مین آئینہ ہی سارا کلام

سنہ ۱۲۶۴ ہجری

ولہ

اسمین جو ہر ہے چمک سے موجود ہی — ساری خدائی کا ہی یہ اخبار
مصرع تاریخ تو دیکھو جوان — قدرتی آئینہ ہی کیا یہ کتاب

سنہ ۱۲۶۴ ہجری

قدرشناس شعرا میر قدر | شاعر غرای سرآمد سخن
نظم مثنوی ست قضا و قدر | پس پی تاریخ تو واصل سخن
مثنوی دمعموری و فصلی نویس | سال ہزار و دو صد و شصت پنج

سنہ ۱۲۶۵ فصلی

شیخ علی بخش ظہیر بلگرامی

چو از قدر شد مثنوی اختتام | بنام و نشان قضا و قدر
ظہیر ازین سال تاریخ او | نوشتہ بیان قضا و قدر

سنہ ۱۲۶۴ ہجریہ

شیخ تجمل حسین تجمل بلگرامی

عجائب مثنوی قدر ہی یہ | زمانے میں نہیں ہی جسکا ہمسر
تجمل نی جو کی تاریخ کی فکر | ندا آئی مکرر ہے یہ بہتر

سنہ ۱۲۶۴ ہجریہ

سید امن علی بلگرامی

قد اتی بمزدوج | من بدا الہ القدر
قلت عام مختمہ | القضاء والقدر

سنہ ۱۲۶۴ ہجری

شیخ خلیل احمد وجد بلگرامی

مثنوی قدر قضا و قدر | قصہ تقدیر ہی کیا واہ واہ
میرے تو ہنستا ہی میں کیا کہوں | جسنے سنا اسنے کہا واہ واہ
خوب لکھی خوب لکھی مثنوی | صل علیٰ صل علا واہ واہ
دھوم ہی انسان و ملائک میں دھوم | ارض سے ہی تا بسما واہ واہ
وجد نے تاریخ لکھی وجد کی | نظم یہ ہی صل علیٰ واہ واہ

سنہ ۱۲۶۴ ہجری

بسم الله الرحمن الرحیم

[illegible]

داغ سینے کے نہ دکھلین کہین اخگر کیطرح
عاشقی آگ مین جھونکے نہ سمندر کیطرح

[illegible]

خاک اوڑتی ہی جدہر کو یہ ہوا جاتی ہے
گھر اوجڑ جاتے ہین بستی یہ بلا آتی ہے

[illegible]

جگر و دل یہ یہان ہاتھ سے پہرتے ہین
زندہ دل اسکے وہی ہین جو مرے پہرتے ہین

[illegible]

دیکھلو آنکھ لڑائی یہ بری ہوتی ہے
نظر یار حقیقت مین چھری ہوتی ہے

[illegible]

پوچھتا ہی جو کوئی دوست کہ یہ کیا سے ہی
ٹکٹکی باندھکے دیتے ہین منہ سی سے ہے

[illegible]

شمع رخسار نے دیوانہ بنایا تو ہے
خیر جی آپنے پروانہ بنایا تو ہے

۷
جگر و دل کبھی ای جان سنبھالے نہ گئے
کانٹے پلکوں سے نے چبھوئے تو نکالے نہ گئے

۸
دم بھر سے جائینگی ایجان جو دم میں دم ہے
خوش رہیں جیتے رہیں آپ یہاں کیا غم ہے

۹
سحر کی شکل ہی اعجاز کی گویائی ہے
مرگ کی آنکھ تو چیتی کی کمر پائی ہے

۱۰
چلتے ہو بجنوں کی بہل خوب تنے پھرتے ہو
لنے جو بن میں جہلا واسے بنے پہرتے ہو

۱۱
حسرتیں دل میں ہیں ایجان نکالیں آؤ
دل تڑپتا ہی کلیجے سے لگا لیں آؤ

۱۲
ڈہونڈہتی ہیں تمہیں ای یار ہماری آنکھیں
دل تو پہرتا نہیں پہر جاتیں تمہاری آنکھیں

۱۳
یہی حسرت ہی کہ ہم کر نہیں پیدا ہوتے
ورنہ سو بار فدا آپ کے شیدا ہوتے

۱۴
یہی کہتے ہیں کہ دل موم ہی نرمی دیکھو
گرمیاں کرکے جلایا نئی گرمی دیکھو

ایضاً

[illegible]

جب سے دل لینے لگا اسے یار تمہیں ذوق ہوا
اوسی دن سی تمہیں آئینے کا بھی شوق ہوا

ایضاً

[illegible]

سب سے کہتے تھے سچ و پیچ مین کہوٹ کب تھی
آنکھ اوپر نہین اوٹھتی تھی لگاوٹ کب تھی

ایضاً

[illegible]

بجز آئینہ ہمین چہرہ دکھاتے نہین آپ
پان مسی کے سوا منہ بھی لگاتے نہین آپ

ایضاً

[illegible]

خوبصورت ہو گل باغ جوانی ہو تم
حسن مین سچ کہیے یوسف ثانی ہو تم

ایضاً

[illegible]

تیر کو روک لو کچھ بات تو مانو صاحب
راہ چلتون کے کلیجون کو نہ چھانو صاحب

ایضاً

[illegible]

مردہ آواز سنی آپ کی زندہ ہو جاوے
سنکے تقریر جو زندہ تو مسیحا ہو جاوے

ایضاً

[illegible]

تھوہر بھی بچ حق مین یہ سکے دیتے ہین
زہر سے آپ کی حق مین یہ سکے دیتے ہین

ایضاً

[illegible]

ابھی بالو نہین کیسے لوگ برا کہتے ہین
بری چالون سے بھلا کس کو بھلا کہتے ہین

شعر

ہم وہی ہین مگر آپ اور ہوے جاتے ہین
طور کچھ آپ کی بی طور ہوے جاتے ہین

شعر

آنکھ پڑتی ہی تو تیوری و مین چڑھ جاتی ہی
بات تھوڑی سی ابھی ہوتی ہی تو بڑھ جاتی ہی

شعر

بت بنا دون تمھین تقریر مین تیہر کیطرح
سیکڑون دل سے تراشون ابھی آذر کیطرح

شعر

ہوش جب آپکو آئے تو ادہر آئیے گا
اب زیادہ جو بگڑیگا تو بن جائیے گا

شعر

طایر مرگ کو جیسکی یہ اڑا دیتے ہین
ملک الموت کو ہم لوگ دغا دیتے ہین

شعر

ہم وہ ہین شمع کو پروانہ بنا دیتے ہین
ہم وہ ہین پریون کو دیوانہ بنا دیتے ہین

شعر

قاف سے دیکھنے کو آئین گی پریان تمکو
دیکھ لی نہ اوڑ ہین مثل سلیمان تمکو

شعر

دیکھو وہ رہتے ہین آنکھین نہ نکالو اتنی قدر
اپنے معشوق کو سینے سے لگالو اتنی قدر

رباعی تاریخ از مصنف

یا رب نجستون کو میری خامی مقبول
یعنی واسوخت ہو تمامی مقبول

کہدین یہ مسیحا فلک چارم سے
واسوخت قدر بلگرامی مقبول
۱۸۵۸ع

تمت

خدای سخن آفرین آبرو بخش معانی رنگین کی ستایش و ثنا مطلع کلام ہی پھر صدر نشین دیوان رسالت شاہ قصیدۂ نبوت جناب ختمی مآب اور اوسکی آل اطہار اصحاب کبار پر درود و سلام ہی کہ انکے طفیل سے اونسے تایید فرمائی کارگزاران مطبع اوسکی تایید سے مثنوی مع واسوخت کے اختتام کو پونہچا یعنی ماہ ذیقعد ۱۲۷۹ ہجری کی دسوین تاریخ بخوبی انجام ہوا کانپور گلشن بازار مطبع شعلہ طور مین اہتمام ہوا سید مقصود عالم رضوی پہانوی نے اختتام طبع کی تاریخ موزون نمائی نازک خیالان سخن کو جولانی طبیعت کہائی ابکے وہی

تاریخ اختتام سے آمد بہ ختم کلام ہی

قطعہ تاریخ طبع

دلچسپ مثنوی قضا و قدر بنام
ہر صفحہ اش ز رنگ سخن رو کش بہشت

مقصود دوش سر بگریبان فکر برد
تاریخ طبع حکم قضا و قدر نبشت
۱۲۷۹ ہجری